تاثرات

علامہ اقبال انیسویں صدی کے عظیم مفکر اور نامور مدبر تھے۔ انھوں نے امتِ مسلمہ کی جس اسلوب سے خدمت کی اور جس ادب سے جس لہجے میں اپنی بات مسلمانوں تک پہنچائی، وہ انہی کا حصہ تھا۔ انھوں نے اپنے دردِ دل کا ایسے الفاظ میں اظہار کیا کہ ہر شخص اس سے متاثر ہوا۔ ان کا پیغام علاقائی یا ملکی نہ تھا، بلکہ ہمہ گیر اور وسعت پذیر تھا۔ پھر وہ ایک خاص وقت یا زمانے تک محدود نہیں، بلکہ اس کی حدیں دُور دُور تک پھیلی ہوئی اور وقت و زمان کے قیود اور علاقہ و ملک کے حدود سے ماورا ہیں۔

اقبال جامع الحیثیات شخصیت کے مالک تھے اور ہر گوشۂ علم پر ان کی نظر تھی۔ انھوں نے الٰہیات کے اساسی مسئلے پر بحث کی، اسلامیات کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا، سیاسیات کے ضروری نکات کی صراحت فرمائی، فلسفے کی پیچیدہ گتھیوں کو سلجھایا، تاریخ کے مبادیات اور اصولِ مباحث کو ہدفِ فکر ٹھہرایا۔ غرض انھوں نے ہر ضروری بحث اور پیش آئند مسئلے کو مرکزِ التفات قرار دیا اور جس مقام کی توضیح و تشریح کی ضرورت محسوس کی، اپنے نقطۂ فکر کے مطابق اس کو خوب منقح کیا۔

انھوں نے اپنی بات لوگوں تک پہنچانے کے لیے نظم کا ذریعہ بھی اختیار کیا اور نثر کا بھی، اور دونوں میں نہایت عمدگی، صفائی اور فیصلہ کن انداز میں مخاطب ہوئے۔ ان کی ذہنی بلندی اور فکری بالیدگی کا ہر شخص کو اعتراف ہے۔ ان کا اس صدی کے مسلمانوں پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ ان کو اس راہ پر گامزن کیا جسے وہ طویل عرصے سے یا تو بھول چکے تھے یا کسی وجہ سے ترک کر چکے تھے۔ اقبال نے ان کے کانوں میں وہ صور پھونکا کہ جس سے وہ تڑپ اُٹھے اور اپنے نقصان اور فائدے کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہوئے۔

انھوں نے ایک خاص فلسفۂ حیات پیش کیا اور اس کے لیے مؤثر ترین پیرایۂ اظہار اختیار فرمایا۔ پھر اس کے نتیجے میں مسلمانوں میں بیداری کی ایسی شدید لہر اٹھی کہ ان کے قلب و روح کی دنیا بالکل بدل گئی۔ ایک "جہانِ نو" کروٹ لینے لگا اور "عالمِ پیر" کی بنیادیں متزلزل ہونے لگیں۔

ان کے پیغامِ پُرتاثیر اور اعلانِ حق ہی کا نتیجہ ہے کہ اس برصغیر میں پاکستان کے نام سے مسلمانوں کی ایک

نئی مملکت معرضِ وجود میں آئی اور وہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوا، جو وہ ایک مدتِ مدید سے دیکھ رہے تھے۔

مملکتِ پاکستان کے قیام کا مقصد، فقط اس تہذیب اور ثقافت کو اجاگر کرنا تھا، جو مسلمانوں کو اپنے آباؤ اجداد سے ورثے میں ملی تھی تاکہ وہ اس ترقی یافتہ دور میں اپنے علوم و فنون کی کھل کر اشاعت کر سکیں اور اس روشنی سے پوری دنیا کو از سرِ نو روشناس کرا سکیں، جو اُن کے اسلاف کا اصل سرمایۂ حیات تھا۔ حالات کی روشنی میں اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کے فروغ اور کتاب و سنت کے بنیادی احکام کی نشر و اشاعت میں ہمہ تن مشغولیت کا اصل ذریعہ یہی مملکتِ خداداد ہو سکتی تھی اور اقبال یہی چاہتے تھے۔

۲۱ اپریل ۱۹۸۰ کو اقبال کی وفات پر بیالیس برس گزر گئے اور پاکستان کو قائم ہوئے تینتیس سال کا عرصہ بیت گیا مگر وہ مقاصد پوری طرح تکمیل کی منزل میں داخل نہ ہوئے جو اقبال کے پیشِ نگاہ تھے۔

اقبال کی تعلیم میں یاس و قنوط کے لیے کوئی جگہ نہ تھی، وہ خود بھی ہمیشہ اللہ پر بھروسہ کر کے عمل کی راہ پر قدم زن رہنے کے عادی تھے اور اپنے مخاطبوں کو بھی یہی تلقین کرتے تھے۔ اب کچھ عرصے سے خدا کے فضل سے یہی صورتِ حال نمودار ہو رہی ہے۔ ناامیدی کے بادل چھٹ رہے ہیں، قنوط کے سائے سکڑ رہے ہیں اور یاس کے پردے تیزی سے اُٹھ رہے ہیں۔ اسلام کی منزل سامنے دکھائی دینے لگی ہے اور ایسے اقدام کیے جا رہے ہیں، جو ان شاء اللہ اس ملک میں اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے ضامن ہوں گے اور اقبال نے جس عملی اور فکری نظام کا خاکہ پیش کیا تھا، اس پر عمل کی بنیادیں استوار کی جائیں گی۔

آئیے، اس کے لیے متحد ہو کر آگے بڑھیں اور بحیثیت قوم ایسے حالات پیدا کرنے کے لیے ساعی ہوں، جن سے اسلام کی تابندگی اور روشنی سے ہر جگہ اجالا ہو جائے۔